مرحوم نے اپنی زندگی میں متعدد [illegible] ذیل اور بالا باتیں لکھی ہیں جو کہ زیادہ تر تمام ورثہ کی موجودگی میں ہوئیں اور تمام باتیں زبانی کہی ہیں کوئی کاغذی کاروائی نہیں ہوئی اور تمام ورثہ متفق ہیں۔

(2) مرحوم کی وراثت میں 3 دوکانیں ہیں جو مرحوم زبانی طور پر اپنے تینوں بیٹوں کو دے چکے ہیں اور واضح کر چکے ہیں کہ فلاں فلاں دوکان فلاں بیٹے کی ہے مگر ان تینوں دوکانوں کی مالیت میں فرق ہے۔ مالیت انکی مختلف ہے۔

(3) مرحوم نے اپنی وراثت میں 2 پلاٹ بھی چھوڑے ہیں جو بیٹی نمبر 1 اور بیٹی نمبر 2 کیلئے کہہ گئے ہیں زبانی طور پر۔ بیٹی نمبر 3 کو کاروباری رقم میں سے ایک ~~مرحوم کی~~ متعین کردہ رقم دینا کا زبانی کہہ گئے ہیں۔ بیٹی نمبر 4 جو غیر شادی شدہ ہے ایک لئے رہائش زیر مکان کا ایک چھوٹا سا حصہ زبانی دے گئے ہیں۔ جسکا ذکر پہلے پوائنٹ نمبر 1 میں کیا ہے۔

(4) کاروبار جسکا انتظام فی حال اور اندازاً پچھلے دس سالوں سے مرحوم کے ساتھ مل کر بیٹے چلا رہے ہیں۔ اسکے بارے میں مرحوم نے فرمایا کہ یہ تینوں بیٹوں کا ہے اور تینوں بیٹوں پر انکے واجبات کی ادائیگی اور غیر شادی شدہ بیٹی کی شادی اور تمام اخراجات، مرحوم کی بیوہ کی مکمل کفالت اور اخراجات ہیں۔

Scanned by CamScanner

ضمیمہ (ت)

دارالافتاء

(5) مرحوم اپنی سمجھ کے مطابق وراثت کی تقسیم زبانی طور پر کر گئے ہیں۔ مختلف اوقات میں مرحوم اپنی شادی شدہ بیٹیوں کی مالی کفالت وراثت کے حصے کے طور پر کرتے رہے ہیں جو کہ مرحوم کی بیٹیوں اور تمام ورثہ کے علم میں تھا۔

سوال (6): آپ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ مرحوم کی وراثت مندرجہ بالا تفصیل اور بالخصوص شریعت کی روشنی میں کس طرح تقسیم کی جائے تاکہ مرحوم اور لواحقین پر کوئی عذاب یا وبال نہ ہو؟

سوال (7): اگر وراثت کی تقسیم کے متعلق کوئی فیصلہ تمام ورثہ مل جل کر کریں اور اُس فیصلے میں جو کوئی بھی کمی بیشی ہوئی ہو اسکے لیئے ایک دوسرے اور والدین کو دل اور زبان سے معاف کر دیں تو کیا یہ عمل شرعی درست ہوگا؟ کیونکہ ابھی تک ہر مکان پر جائیداد مشترکہ ہے اور اُن کو الگ الگ کرنا آسان نہیں۔ کاروبار سے متعلق 80% سرمایہ مختلف اداروں میں پھیلا ہوا ہے جسمیں سلامی لوگوں کا حساب بھی کرنا ہے۔ کتنا خرچ ہوگا، کتنا لوگوں کو دینا ہوگا اور کتنے کی وصولی ہوگی اور کتنے عرصے میں ہوگی وہ کچھ بھی واضح نہیں۔

رہنمائی کا طالب
فرخ حبیب
0321-2427838

تمام ورثہ کی خواہش ہے کہ وراثت کی تقسیم مرحوم کی وصیت کے مطابق ہو جسکو تمام ورثہ انصاف پر مبنی سمجھتے ہیں۔ مگر شریعت کی حد سے تجاوز کرنا نہیں چاہتے۔

Scanned by CamScanner

جامعہ فاروقیہ
دار الافتاء
شاہ فیصل کالونی کراچی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

۳،۲،۱ ← میت کے ذمے اگر کچھ نمازوں کی ادائیگی، زکوٰۃ، حج وغیرہ کی ادائیگی باقی ہے اور اس نے نمازوں کے فدیے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کی ادائیگی کرنے کی وصیت کی تھی تو ترکہ (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) کی ایک تہائی سے اس کو ادا کیا جائیگا، اور اگر مرحوم نے وصیت نہیں کی تھی تو شرعاً ان کی ادائیگی ورثاء کے ذمے لازم نہیں، تاہم اگر ورثاء میں سے کوئی تبرعاً اپنی طرف سے فدیہ ادا کرنا چاہے تو وہ اپنے حصے سے ادا کر سکتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے، دن کی چھ نمازوں (پانچ نمازیں + نماز وتر) کا اور ایک روزے کا فدیہ پونے دو کلو گندم یا اسکی قیمت کے اعتبار سے ادا کیا جائیگا، اسی طرح زکوٰۃ کا حساب کر کے وہ بھی ادا کر دی جائے اور حج بھی کوئی اپنے مال سے کرنا چاہے تو درست ہے۔

۴ ← وراثت کی تقسیم سے پہلے مرحوم کی جائیداد میں سے مرحوم کی تجہیز و تکفین کا درمیانی خرچہ نکالا جائیگا اور اگر یہ خرچ کسی نے اپنی طرف سے تبرعاً کر دیا ہو تو پھر نکالنے کی ضرورت نہیں، اس کے بعد بقیہ مال سے میت کے قرضے ادا کیے جائیں گے، اس کے بعد اگر میت نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو اس کو بقیہ مال کے ایک تہائی میں سے پورا کیا جائیگا، اس کے بعد بقیہ مال کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ کل مال کے 80 حصے کر کے مرحوم کی بیوی کو دس (10) حصے، ہر ہر بیٹی کو سات (7)، اور ہر ہر بیٹے کو چودہ (14)، چودہ (14) حصے دیئے جائیں، اور فیصد کے اعتبار سے بیوہ کو 12.5 فیصد، ہر بیٹی کو 8.75 فیصد اور ہر بیٹے کو 17.5 فیصد دیا جائیگا

مزید تفصیل ذیل کے نقشے میں ملاحظہ فرمائیں

میت 8 / تصحیح 80 — مصحح 10

	بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
	1			$\frac{7}{70}$				
عددی حصہ	10	14	14	14	7	7	7	7
فیصدی حصہ	12.5	17.5	17.5	17.5	8.75	8.75	8.75	8.75

نوٹ:- واضح رہے کہ اس تقسیم میں کاروباری اثاثہ، مکان، دوکانیں، فلیٹ سب کو شامل کیا جائیگا، مرحوم کا یہ کہنا "کہ مکان میں موجودہ رہائش پذیر ہی رہیں، اور تین دوکانیں تینوں بیٹوں کی، دو فلیٹ دو بیٹیوں کے اور ایک بیٹی کو نقد دیں گے" شرعاً معتبر نہیں، البتہ اگر یہ جائیداد اسی طرح مذکورہ ورثاء کو دے کر ان کو قبضہ بھی دے دیا جاتا تو یہ ان کی ہی ملکیت شمار ہوتا جبکہ یہاں

/

Scanned by CamScanner

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء شاہ فیصل کالونی کراچی (پاکستان)

صرف زبانی معاملہ ہوا ہے لہذا مذکورہ جائیداد کو اوپر ذکر کئے گئے طریقے کے مطابق تقسیم کیا جائے
اسی طرح والدہ کے نام جو مکان ہے وہ صرف قانونی چارہ جوئی کے طور پر تھا ان کو حقیقی قبضہ دے کر مالک
نہیں بنایا گیا تھا اس لیے وہ مکان بھی مرحوم کے ترکہ میں شمار ہو کر تقسیم ہوگا۔

۵۔ بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ فوراً میراث تقسیم کر لی جائے اسی میں عافیت اور مستقبل کے
جھگڑوں سے بچاؤ ہے، جائیداد اگر تقسیم نہ کی جائے اور سب مشترک رہ رہے ہوں اور سب بالغ
ہوں تو اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن دریافت طلب مسئلہ میں مرحوم کی جو بیٹیاں شادی شدہ
اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں ان کو برابر مشترک جائیداد میں سے حصہ دینا نہایت مشکل
کام ہے اس لیے اس کی آسان صورت یہ ممکن ہے کہ پوری جائیداد کی قیمت لگوائی جائے
کاروبار میں جو کچھ لین دین ہے اس کا حساب کتاب کر کے اس سرمایہ کو بھی جائیداد میں لگایا
جائے پھر اس جائیداد کی تقسیم (اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق) کر کے مرحوم کی بیٹیوں کا حصہ ان کو
دے دیا جائے یعنی مالک بنا دیا جائے، پھر مرحوم کے بیٹے اور اس کی بیوی مشترک
رہتے رہیں تو ٹھیک ہے۔

۶۔ میت کیلئے مالی اور بدنی عبادات کر کے ایصال ثواب کرنا دونوں طرح درست
ہے، البتہ مروجہ رسومات و بدعات سے بچنا ضروری ہے ورنہ ثواب کے بجائے الٹا گناہ کا
سخت اندیشہ ہے مثلاً: قل، دوجا، تیجا، دسواں، چالیسواں، اجتماعی ہیئت میں ختم قرآن
وغیرہ۔ نیز ایصال ثواب کیلئے ایسے اقدامات کئے جائیں جن کا نفع تا دیر باقی رہے، مثلاً
نیک اولاد جب تک فرائض و واجبات اور دیگر نیک اعمال کرتی رہے گی میت کو ثواب ملتا
رہے گا، ایسے کام کرنا جن سے دیر تک نفع اٹھایا جاتا رہے مثلاً: مسجد، مدرسہ بنوا دینا،
کسی ضرورت کی جگہ پر پانی وغیرہ کا بندوبست کروا دینا کہ جب تک نفع اٹھانے والے ان
سے نفع اٹھاتے رہیں گے اس وقت تک میت کو ایصال ثواب ہوتا رہیگا۔

وأما دين الله تعالى فإن أوصى به وجب تنفيذه من ثلث الباقي
وإلا لا (الدر المختار) قوله: (وأما دين الله تعالى إلخ) محترز قوله "من جهة العباد"
وذلك كالزكاة والكفارات ونحوها. قال الزيلعي: فإنها تسقط بالموت فلا يلزم
الورثة أداؤها إلا إذا أوصى بها أو تبرعوا بها هم من عندهم لأن الركن في العبادات نية
المكلف وفعله وقد فاتت بموته فلا يتصور بقاء الواجب اهـ وتمامه فيه أول

وظاهر التعليل أن الورثة لو تبرعوا بالإسقاط الواجب منه لعدم النية منه، و

لأن فعلهم لا يقوم مقام فعله بدون إذنه.

(الدر مع الرد، كتاب الفرائض، ١٠/ ٥٣٠، دار المعرفة)

(البحر الرائق، كتاب الفرائض، ٩/ ٣٦٦، دار الكتب العلمية)

ولو مات وعليه صلوات فائتة، وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من

بر كالفطرة، وكذا حكم الوتر.

(رد المحتار، باب قضاء الفوائت، ٢/ ٦٤٣، دار المعرفة)

(الهندية، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ١/ ١٢٥، رشيدية)

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا مات الإنسان

انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح

يدعو له. رواه مسلم.

(مشكوة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الأول، رقم: ٢٠٣، ١/ ٦٠، دار الكتب العلمية) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه:

محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٣/ ٢/ ٣١ھ

الجواب صحيح

[signature]

٧/ ٢/ ١٤٣١ھ

الجواب صحيح

[signature]

٧/ ٢/ ٣١ھ